ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور



وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

تمہارا رزق آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

○ دیتا ہے!

○ دے گا!

○ دیتا رہے گا!

اللہ جل جلالہ

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں دیکھا کہ صفوں میں پیچھے رہنے لگے ہیں تو آپؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہاری اقتداء ان لوگوں کو کرنی چاہئے جو تمہارے پیچھے ہیں (بعض) قوم پیچھے رہتی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کو پیچھے ڈال دے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برابر ہو جاؤ۔ آگے پیچھے مت ہو تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ مجھ سے عقلمند اور ہوشیار لوگوں کو متصل ہونا چاہئے۔ پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب ہیں پھر ان لوگوں کو جو ان سے قریب ہیں (مسلم)

حضرت انسؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو اس لئے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے تمام اور کمال میں سے ہے (بخاری)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نماز قائم کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رخ فرما کر متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ صفوں کو درست کرلو اور مل کر کھڑے ہو۔ اس لئے کہ میں تم کو اپنی پشت سے دیکھتا ہوں۔

حضرت شفیق بن عبداللہ التابعیؒ (ان کی جلالت علمی پر علمائے کرام کا اتفاق ہے) بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے مگر نماز کو (کہ اس کا ترک ان کے نزدیک کفر تھا) امام ترمذی نے کتاب الایمان میں اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(ف) اس حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ترک صلوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے۔

ان احادیث میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ تارک صلوٰۃ قریب ہے کہ کافر ہو جاتے — اصحاب ظواہر کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو قید کرنا اور مارنا واجب و ضروری ہے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ (واللہ اعلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
جلد ۳۰ شمارہ ۱۷
رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری
فی کاپی: ۲/- روپے
پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے ۸۰/- روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۴۵/- روپے

نقطۂ نظر

مسئلہ کشمیر

گذشتہ روز لندن میں بھارتی ہائی کمیشن کے سامنے ہزاروں کشمیری باشندوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور مقبوضہ کشمیر پر بھارت کے مسلسل تسلط اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت سے محروم رکھنے پر احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ بھارتی فوجیں کشمیر سے نکل جائیں اور کشمیری عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق آزادئ رائے کے ساتھ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔

کشمیر کا مسئلہ قیام پاکستان کے بعد سے مسلسل اُلجھا ہوا ہے۔ بیرونی استعمار نے برصغیر کو آزادی دینے کے ساتھ ہی پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی، تصادم اور محاذ آرائی کا مستقل بیج مسئلہ کشمیر کی صورت میں ایسا بویا تھا کہ یہ مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان تین جنگوں کا باعث بن چکا ہے اور متعدد بار مذاکرات اور جنگوں کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک حل کے لئے سنجیدہ توجہ اور مساعی کا طلبگار ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق کشمیر پاکستان کا حصّہ تھا لیکن بھارتی حکمرانوں اور برطانوی استعمار کی مشترکہ سازش سے اس پر بھارت کا جارحانہ تسلّط ہو گیا اور بھارت نے بزور شمشیر مقبوضہ کشمیر پر قبضہ جما لیا۔ اقوام متحدہ میں عالمی رائے عامہ کے نمائندوں کے سامنے متعدد بار یہ مسئلہ آیا اور ہر بار اس

ناشر: مولانا عبید اللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

مسئلہ کا یہی حل طے کیا گیا کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں ریاست جموں و کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے کرایا جائے۔ اور کشمیری عوام اپنا مستقبل بھارت یا پاکستان جس کے ساتھ وابستہ کرنا چاہیں انہیں اس کا حق دیا جائے۔

یہ اس مسئلہ کا منصفانہ حل تھا جس پر عالمی رائے عامہ نے صاد کیا اور بھارت اور پاکستان کی حکومتوں نے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر اس کو تسلیم کرکے اس پر عملدرآمد کا وعدہ کیا۔ لیکن بھارت نے نہ صرف اس پر عمل سے مسلسل گریز کیا بلکہ اس مسئلہ کی متنازعہ حیثیت کے منافی اقدامات کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر پر اپنا تسلط مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی پالیسی اختیار کئے رکھی اور بتدریج ایسے اقدامات جاری رکھے جن کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کے ان عناصر کو بے اثر بنانا، مقصود تھا جو کشمیری عوام کے حق خودارادیت کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

بھارتی حکومت نے حال ہی میں مقبوضہ کشمیر کے منتخب وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کو برطرف کرکے ان کے حامیوں کو کچلنے اور کشمیری عوام پر تشدد کی جو مہم شروع کر رکھی ہے اس سے بھارتی حکومت کے عزائم ایک بار پھر عیاں ہو کر سامنے آ گئے ہیں اور بھارتی حکمرانوں نے اپنے عمل کے ساتھ واضح کر دیا ہے کہ وہ نہ تو کشمیر کے بارے میں عالمی رائے عامہ کا احترام کرنے اور اقوام متحدہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے اور نہ مقبوضہ کشمیر میں کسی ایسے عنصر کو برداشت کرتا ہے جو بھارتی حکومت کے عزائم سے اختلاف کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ بھارتی حکومت کے حالیہ اقدامات کے خلاف کشمیری عوام کی احتجاجی جد و جہد جاری ہے اور اس احتجاجی مہم نے ایک بار پھر دنیا کی توجہ مسئلہ کشمیر کی طرف مبذول کرائی ہے اور لندن اور دیگر بین الاقوامی شہروں میں بھارتی سفارت خانوں کے سامنے کشمیری باشندوں کے مظاہرے بیداری کی اسی لہر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں کشمیری عوام کی اس تگ و دو اور مظاہروں کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حق خودارادیت کے مسلّم حق کی بازیابی کی جد و جہد کرنے والے کشمیری باشندوں کی حمایت کا مؤثر اہتمام کیا جائے اور اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اداروں میں اس مسئلہ کو دوبارہ اٹھا کر عالمی رائے عامہ کو بھرپور طریقہ سے متوجہ کرنے کے انتظامات کئے جائیں۔

اس مسئلہ کا حل آج بھی یہی ہے کہ کشمیری عوام کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اپنی مرضی اور رائے کے ساتھ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے اس کے بغیر اس مسئلہ کے منصفانہ اور پُرامن حل کی اور کوئی صورت ممکن نہیں اور حالیہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ تسلط اور جبر کے تسلسل کے ساتھ اس مسئلہ

○ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

چنیوٹ ۲۷ اکتوبر مقامی پولیس نے مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا اللہ یار راشد خطیب جامع مسجد احرار ربوہ کو گرفتار کرکے جھنگ جیل بھیج دیا ہے۔ مولانا منظور احمد کے خلاف ۱۶ ایم پی او اور ۱۸۸ ات پ کے تحت کارروائی عمل میں آئی ہے۔ جب کہ مولانا اللہ یار راشد کی گرفتاری ۱۶ ایم پی او کے تحت عمل میں آئی ہے۔

موجودہ صورت حال غور و تدبّر اور عمل و کردار کا تقاضا کر رہی ہے

ملک کو داخلی فتنہ و انتشار اور باہر سے جارحانہ عزائم کا سامنا ہے

حالات سے غفلت کسی بڑے نقصان کا موجب بن جائے گی

جو قوم نازک حالات میں سربکف نہ ہو صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے



○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ اللہ کو محبوب ہیں جو اس کی راہ میں یوں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

محترم حضرات! آج ہم بڑے نازک حالات سے گزر رہے ہیں۔ یہ صورت حال بڑے غور و تدبّر اور عمل و کردار کا تقاضا کر رہی ہے۔ مشکل اور نازک وقت میں ہر شخص پر ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ تمام ممکنہ وسائل فراہم کرکے جہاد کرنا فرض قرار پاتا ہے اس وقت ایک طرف، ملک کو داخلی طور پر فتنہ و انتشار کا سامنا ہے اور دوسری طرف روس اور بھارت دونوں طرف سے ہم پر دباؤ بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ مشترکہ اسلحہ سازی اور پاکستان پر مسلسل الزام تراشی ان کے گھناؤنے عزائم کا صاف پتہ دے رہی ہے۔ اردگرد کے حالات سے غفلت و لاپرواہی ملک و قوم کے لئے کسی بڑے حادثے اور نقصان کا موجب بن سکتی ہے۔ ملک کے مذہبی اختلافات کو تصادم اور فساد کی حد تک پہنچا دیا گیا ہے۔ سیاسی اور انتظامی امور میں بے یقینی اور عدم اعتماد کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ جب کہ عقل و شعور کا تقاضا یہ ہے کہ یہ سب لوگ اپنے ہر طرح کے اختلافات اور باہمی مسائل سے صرفِ نظر کرکے اس وقت ملک کے دفاع اور سلامتی کی فکر کریں قوم کو خصوصًا نوجوان طبقہ کو جہاد کی تربیت دی جائے۔ ملک کو ہر لحاظ سے مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوم شمشیر و سناں کے بجائے ہاکی اور کرکٹ میچ میں لگ چکی ہے — اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور تمام ذرائع ابلاغ افراد قوم کو طاؤس و رباب اور گیند بلّے کا شائقین بنانے میں مشغول ہیں۔ لوگوں میں دین رسم و رواج تک رہ گیا ہے — دنیا پرست مذہبی رہنماؤں اور علماء سُوء نے لوگوں کے مذہبی عقائد و اعمال کو قرآن و سنت کے اتباع سے ہٹا کر شخصیت پرستی، توہمات و رسومات اور بدعات و خرافات کا

چیستان بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان زندہ رہنے کے یہ طریقے اور ڈھنگ نہیں ہیں۔ دشمن کا مقابلہ، دین کی سچی محبت، اسلامی جذبۂ جہاد اور اپنی استطاعت اور ہمت کے مطابق مروجہ ہتھیار اور اسلحہ مہیّا کر کے کیا جا سکتا ہے مگر باہمی سر پھٹول اور رنگ رلیاں عام کر کے لوگوں کو نکمّا اور عیّاش تو بنایا جا سکتا ہے ملک و قوم کا تحفظ نہیں کیا جا سکتا جو قوم نازک حالات میں سربکف نہ ہو صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے تحفظ اور بقا صرف دینی غیرت و حمیّت بیدار کر کے میدان جہاد میں اترنے سے ممکن ہے۔ اقبال نے کہا ہے

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

مگر لوگوں نے دین سے لاتعلقی اور رزق حرام کی بہتات نے اس قدر پاگل کر دیا ہے کہ عقل و فکر کی کسی آواز پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہیں۔ مسلمان کے لئے دنیا و آخرت میں سلامتی اور بھلائی کا راستہ تو اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ؐ کی سنّت و حدیث بتاتی ہے مگر عامۃ الناس اور کھاتے پیتے گھرانے اپنی اولاد کو مدارس و مساجد کی طرف تعلیم کے لئے جانے ہی نہیں دیتے نتیجہ یہ ہے کہ دین کے نام پر دنیا جمع کرنے والے جاہل اور چالاک نام نہاد مذہبی پیشواؤں، فسادی واعظوں، نجومیوں، سنیاسیوں اور شعبدہ بازوں کے بازار میں گہما گہمی ہے۔ دین سے ناواقف لوگ ان رہزنوں کو اپنا رہبر بنائے ہوئے ہیں۔

ع
اب کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الاّ اللہ

قوم

شمشیر و سناں کی بجائے ہاکی اور کرکٹ میں لگ چکی ہے۔ اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن افرادِ قوم کو طاؤس و رباب اور گیند بلّے کا شائقین بنا رہے ہیں۔

اہل اللہ کو گالیاں دینے، مسلمانوں کو کافر کہنے، دین کو بدنام کرنے اور اسلام کا مذاق اڑانے والے معاشرے پر اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہوں گی۔ ان لوگوں کو اطمینان اور نجات کیونکر نصیب ہوگی؟ غیر مسلم طاقتیں ان بے عمل اور بے راہ نام نہاد مسلمانوں کو تر نوالہ بنا لینے کے لئے سازشیں کیوں نہیں کریں گی؟ دُکھ کی بات تو یہ ہے کہ کسی کو اپنے دین کی بربادی، ایمان کی تباہی کا احساس نہیں۔ قوم اور ملک کے سر پر منڈلانے والے خطرات کے سیاہ بادلوں کی طرف کسی کو دھیان نہیں متاعِ دین و دانش لٹنے پر کوئی مضطرب اور پریشان حال نہیں ہوتا۔

ے
وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جن مسلمانوں سے اللہ کی رحمتیں پیار کرتی تھیں نصرت حق جن کے لئے ہر مشکل وقت میں نازل ہوتی تھی۔ خالق کائنات جنہیں محبوب رکھتا تھا ان کی پہچان اور نشانی قرآن نے یہ بیان کی ہے۔

"بے شک وہ لوگ اللہ کو محبوب ہیں جو اس کی راہ میں یوں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے سوال کیا یارسول اللہ! افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "نماز" افضل الاعمال ہے۔ اور جب آپ ؐ سے یہ پوچھا گیا محبوب ترین عمل کون سا ہے؟ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جہاد" احب الاعمال ہے

دین کے لئے مطلق جہد و جہاد تو ہر مسلمان مرد و عورت جوان بوڑھے پر فرض ہے۔ جیسے دین و شریعت کی گفتگو وعظ و تقریر اسلامی علوم کی تدریس و تعلیم یہ جہاد باللسان ہے اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ، مولانا محمد زکریاؒ اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء امت کی طرح کتابیں اور مضامین لکھنا یہ جہاد بالقلم ہے۔ معاشرے کے پسماندہ ستم رسیدہ اور مفلوک الحال لوگوں کی معاشی حالت سدھارنے اور ان کی پریشانیاں دُور کرنے کے لئے روپیہ پیسہ خرچ کرنا یہ جہاد بالمال ہے اور بوقت ضرورت دشمن کے مقابلہ میں خم ٹھوک کر آنا اور ظلم و زیادتی کا سر بزور بازو نیچا کرنے کی کوشش کرنا اس کو جہاد بالسیف کہتے ہیں۔ یہ جہاد یعنی میدان جنگ میں اتر کر دشمن سے نبرد آزما ہونا عموماً امت مسلمہ کے ان افراد پر فرض ہوتا ہے جو صحتمند اور ہتھیار استعمال کرنے کی صلاحیت اور ہمت رکھتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ملّت کے ہر ہر فرد پر جوانوں کے علاوہ بچوں بوڑھوں حتیٰ کہ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اب گھروں میں بیٹھی نہ رہیں اپنے بچوں اور بھائیوں کی امداد اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لئے نکلیں ایسا نہ ہو کہ دشمن فتحیاب ہو کر ان کے گھروں تک جا پہنچے۔ پھر غلامی کی زندگی میں ملک بچے گا نہ ان کی اپنی عزت و عصمت، اس ذلت و رسوائی کی زندگی سے ہزار درجے بہتر ہے کہ وہ بھی اپنے بھائیوں، بچوں اور شوہروں سے مل کر جہاد کریں۔ فتح نہ ہو تو ذلت و غلامی کی بجائے شہادت بہت اونچا مقام ہے۔ غزوۂ احد میں خود نبی اعظم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضؓ اور صحابہ کرام رضؓ کی پاک بیبیاں شریک جہاد تھیں۔ مجاہد راہ حق کے اہل خانہ ہی جب میدان جنگ میں موجود ہوں تو اس کا پھر پیچھے گھر میں رکھا ہی کیا ہے۔ جس کا فکر کرے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ شدید زخمی ہو گئے تو خون بند نہیں ہوتا تھا حضرت علیؓ نے پانی سے دھویا اور حضور ؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کوئی کپڑا وغیرہ جلا کر مرہم پٹی کی۔

دنیا پرست مذہبی پیشواؤں اور علماء سُو نے لوگوں کے دینی عقائد کو قرآن و سنت کی راہ سے ہٹا کر شخصیت پرستی، توہّمات و رسومات اور بدعات و خرافات کا چیستان بنا دیا ہے۔

بتائیے جب حضور اکرم ؐ کی ازواج مطہرات و صحابیات اور آپ ؐ کی صاحبزادی میدانِ جہاد میں اتری ہیں تو ہماری عورتیں اور بیٹیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر آج زندگی کے ہر شعبے میں آپ کو عورت مردوں کے شانہ بشانہ اور صف بصف نظر آئے گی۔ اگر کہیں نہیں نظر آئے گی تو وہ ہے دین کی تدریس اور تبلیغ و اشاعت کا محاذ۔ جب ماؤں اور بہنوں کو دین کی فکر اور خبر نہ ہو تو پھر بھائی اور بیٹے فلموں، ڈراموں اور صرف کھیلوں ہی میں نام پیدا کریں گے۔ پھر ان کی صف بندیاں میدانِ جہاد میں نہیں بلکہ سینما گھروں اور کرکٹ و ہاکی میچوں تک رہ جائیں گی۔ ہم صحت و تندرستی کے لئے جسمانی ورزش اور نوجوان بچوں کی کھیل کود کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان جو بھی کرے دین کی حدود کے اندر رہ کر اللہ کی رضا کے لئے کرے، اسی میں ملک و قوم کی فلاح اور مسلمانوں کی نجات ہے۔ و آخر دعوانا..

ہیں کہ آپؐ حمل سے تھیں ایک سفاک ظالم نے حضرت زینبؓ کو سواری سے نیچے گرا دیا۔ پتہ نہیں اس اللہ کی برگزیدہ بندی اور پیغمبرزادی کو کیا کیا دُکھ پہنچائے گئے مدینہ طیبہ حضورؐ کے پاس پہنچیں۔ تو حضورؐ کو بے حد صدمہ ہوا دین کے لئے بیٹی کی مصیبتوں کا حال سن کر اللہ کے نبی کے دل پر کیا گذری ہوگی اس کا اندازہ آپ کے اس ارشاد سے لگائیں کہ جب حضرت زینبؓ انہی تکالیف سے جانبر نہ ہو سکیں اور اور دنیا سے رحلت فرما گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ زینبؓ کو خود قبر میں اتارا اور فرمایا۔ "زینبؓ نے دین کی راہ میں بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں۔"

یہ دین اسلام ہم تک یوں ہی بیٹھے بٹھائے نہیں پہنچ گیا۔ اس عظیم الشان عمارت کی بنیادیں حضور اکرمؐ، آپؐ کی ازواج مطہرات، امہات المومنین آل واولادؐ کی تکلیفوں، مصیبتوں اور آپؐ کے محبوب صحابہؓ کی قربانیوں اور شہادت کے خون پر استوار ہوئی ہیں۔ مگر یہ کتنی بڑی بے انصافی اور ناسپاسی ہے کہ نبی کریم اور آپؐ کے رفقاء وصحابہؓ نے تو دین کے لئے اپنا سُکھ چین، آرام وراحت مال و دولت اور جسم و جان سب کچھ قربان کر دیا۔ مگر آج کا مسلمان دین و ملّت کے لئے کچھ بھی نہ کرے اور سمجھے کہ صرف نعتیں پڑھ لینے، قوالیاں سن لینے اور زندہ باد کے نعرے لگا کر اور پوری زندگی من مانی کر کے جنّت میں چلا جائیگا۔

ع۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

جب کلمہ پڑھا ہے تو کلمے کے تقاضے بھی پورے کرنے ہوں گے جب حضورؐ کے تاج ختم نبوّت پر ڈاکے ڈالے جاتے ہوں، آپؐ کے صحابہؓ کو گالیاں دی جاتی ہوں، حضورؐ کی سنّت کو مٹا کر بدعات کو ان کی جگہ دی جاتی ہو، دین کا مذاق اڑایا جاتا ہو، دینِ حق کے سچے خدمت گذاروں اور علماءِ حق کی کردار کشی کی جاتی ہو تو پھر کمربستہ ہو کر میدانِ عمل میں آنا ہوگا، تیر و تفنگ سے لیس ہو کر دشمن گھات میں مورچہ سنبھالے بیٹھا ہو تو سر ہتھیلی پر رکھ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اہل حق اور علماءِ ربانیین نے ہر دور میں امت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا العلماء ورثۃ الانبیاء انبیاء کے وارث یعنی ان کے مشن اور مقاصد و پروگرام کے مطابق جد و جہد اور رہبری کرنے والے علماء ہیں اور حضورؐ سے یہ ارشاد مبارک بھی مروی ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری امّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح کام کریں گے۔ اس کی کامل مثال ہمارے اس عہد میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر علماء و اولیاء تھے جو دین کے کسی کام میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ عوام کی اصلاح اور تزکیۂ قلوب کا میدان ہو تو یہ حضرات سب سے آگے ہیں۔ قرآن وحدیث کے علوم کی تدریس و اشاعت کا معاملہ ہو تو مسند تدریس پہ وہ جلوہ افروز ہیں، وعظ و ارشاد کا سلسلہ ہو تو آپ دور دراز اور افتادہ و پسماندہ علاقوں، دیہاتوں تک ان کا فیض دیکھیں گے۔ حکام و عمّال کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہو تو انہوں نے کبھی مصلحت کوشی یا مداہنت سے کام نہیں لیا۔ میدانِ جہاد میں براہ راست کفر سے معرکہ آرائی ہو تو یہ ہمارے حضرات سر بکف ہو کر

باقی ۱۲ پر

اصلاح وتربیت • اشاعت اسلام • خلوص وللّٰہیت

کی چلتی پھرتی درس گاہ ......

تبلیغی جماعت

تحریر: محمد عثمان الوری

اسلام کی اشاعت مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔ اسی لئے ہر دور میں مسلمان عوام وخواص اس سلسلے میں عظیم قربانیوں کے ساتھ اس کی ادائیگی کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ برصغیر میں خاندان شاہ ولی اللہؒ کے بعد علماء حق کے قافلے نے اسلامی خدمات کا علمی، تصنیفی اور مجاہدانہ سلسلہ قائم کر کے دین حق کی ترویج واشاعت کی عدیم المثال خدمات انجام دی ہیں۔ اس سلسلے کے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے پچاس سال قبل مسلمانوں کی دینی حالت کی کمزوری اور غفلت کو محسوس کرتے ہوئے خصوصًا علاقہ میوات کے لاکھوں مسلمانوں کے مستقبل کی فکر کرتے ہوئے اسلام کی بنیادی باتوں کے لئے انہوں نے دینی کام کا آغاز کیا۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کاندھلہ کے مشہور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مریدین میں سے وہ شریعت کے علوم نبوت کے ساتھ سلسلہ چشتیہ امدادیہ رشیدیہ میں بیعت طریقت میں بھی مجاز تھے اور اسی لئے انہوں نے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے مشن تبلیغ اسلام کے سلسلے کو پوری دہلی ومیوات میں دینی دعوت کا باقاعدہ سلسلہ تبلیغ شروع کیا ابتدا میں لوگوں کو اس جانب متوجہ کرنے کے لئے مولانا کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر چند سال بعد لوگوں کو احساس ہوا تو لوگ دینی جذبہ تبلیغ اسلام کے لئے بھرپور تعاون کرنے کے لئے شہروں، قصبوں دیہاتوں میں وقت لگا کر جانے لگے اور جلد ہی ہندوپاک کے علاوہ ملک کے تمام حصوں میں لوگ اس جماعت سے تعاون کرنے لگے حضرت مولانا کا انتقال ۱۹۴۴ء میں ہو گیا اور ان کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کو امیر جماعت مقرر کیا گیا انہوں نے جماعت میں دین کے جذبہ کے لئے پورے برصغیر کا دَورہ کیا اور لوگوں کو ہندوپاک کے علاوہ بیرون ملک جانے پر آمادہ کیا چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ افغانستان، ایران، کویت، افریقہ، امریکہ، برطانیہ، جاپان، انڈونیشیا، جرمنی جیسے چھوٹے بڑے ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے جانے لگے اور دین کی دعوت دینے لگے۔ اب الحمد للہ دنیا میں تقریبًا تین کروڑ مسلمان اس جماعت کے ساتھ دین کی اشاعت کے لئے شب وروز مصروف عمل ہیں اور اصلاحِ حال اور اخلاقی تربیت احیاء سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوشاں ہیں تبلیغی جماعت کے ذریعہ لاکھوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں بیرون ملک غیر مسلم ممالک میں مساجد کو آباد کیا

کیا ہے اور دینی مدارس کا اجراء کرایا گیا ہے آج دنیا میں قرآن و سنت اور بزرگانِ دین کے ارشادات کو عام کیا جا رہا ہے۔ تبلیغی نصاب جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ کا ترتیب دیا ہوا دین اسلام کے فضائل پر مشتمل ایک سلیس اور موثر و مقبول کتاب ہے جس کا ترجمہ تقریباً دنیا کی ۱۸ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ تبلیغی جماعت کے کارکن روزانہ اس کا کچھ حصہ سناتے ہیں اور مسنون طریقوں پر زندگی گزارنے اور بزرگان دین کے طریقوں کو زندہ کرنے کے لئے ابھارتے ہیں۔

اس وقت مرکزی امیر حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی جماعت کے روح رواں ہیں۔ آپ ایک خدا رسیدہ بزرگ اور جید عالم دین ہیں۔ بستی نظام الدین دہلی ہند جماعت کا مرکز ہے۔ پاکستان میں رائے ونڈ اور کراچی میں مکی مسجد ملک کے بڑے مراکز ہیں۔ اس کے دیگر ملکوں اور شہروں میں جماعت کے مراکز ہیں۔ جہاں ہر جمعرات کو اجتماعات ہوتے رہتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے مقامی اجتماع بھی ہوتے ہیں ہند و پاک کے علاوہ بنگلہ دیش اور امریکہ، برطانیہ، انڈونیشیا، افریقہ میں بھی کئی اجتماعات بڑی کامیابی سے ہو چکے ہیں جن میں لاکھوں مسلمان شریک ہوئے۔ اسی طرح ایک سالانہ اجتماع پاکستان میں رائے ونڈ ضلع لاہور میں امسال یکم نومبر سے ۴ نومبر جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ہوگا جس میں پاکستان کے علاوہ لاکھوں غیر ملکی مسلمان بھی شرکت فرمائیں گے اور دنیا بھر کے لئے اشاعت اسلام اور تبلیغی کام کے لئے جماعتیں روانہ ہوں گی۔ اس موقع پر تقریباً پندرہ لاکھ سے زائد کا اجتماع ہوگا اور آخری دن دعا ہوگی جس میں تمام عالم اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کی دعا مانگی جائے گی۔ امیر جماعت حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اور حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری مدظلہٗ بھی شریک ہوئے۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

دوسرے سے پہلے میدان میں نکلے ہیں یہ نہیں کہ لوگوں کو آگے کر کے خود آرام سے بیٹھ گئے ہوں بس یہی اسوہ اور نمونہ ہے ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور دیگر سب نبیوں، رسولوں کا کہ کوئی وقت بھی غفلت میں نہ گذرے اور ہر کام دین کے مطابق اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انجام پائے۔ حضرات صحابہ کرام رضؓ کی یہی شان تھی جسے دیکھ کر دشمنوں نے گواہی دی کہ ھم باللیل رھبان وبالنھار فرسان یہ ایسے لوگ ہیں کہ رات کو مصلّے کی پیٹھ پر اور دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہیں، ان کے سردار کا بیٹا چوری کرے تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیں، زنا کرے تو اسے بھی سنگسار کر دیں۔ کاش آج کا مسلمان بھی اپنے اسلاف کے کردار کا آئینہ دار اور وارث بن جائے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ : کمپیوٹر

ہے تو کیا وجہ ہے کہ اللہ کے ہاں ایسے اعمال نامہ تیار نہ ہو سکیں یہ سوچنا بھی کفر ہے اور ہو گا کہ جو کام سائنس کی بدولت انجام دے سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ممکن نہیں۔

خود کار محاسبے کی آگاہی انسان کو اس فانی دنیا میں اور حیات جاودانی کی دنیا میں اس لئے کرائی گئی کہ ان دونوں دنیاؤں میں اسے ایک ایسی امن پسند اور ارفع و اعلیٰ سوسائٹی کا کامل رکن بنایا جائے جس میں کوئی تخریب کاری، جذبہ انتقام حسد و نفرت باہمی ریاکاری، گناہ برائی اور تباہی کے احساسات نہ ہوں کیوں نہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ایجادات کو پُرامن مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے جو انسان کیلئے باعث رحمت ہوں۔

تبلیغی غزل

آخری پیغامبرؐ کی آخری امّت ہو تم

سارے دردوں کی دوا، اسلام کی تبلیغ ہے
گمرہوں کی رہنما، اسلام کی تبلیغ ہے

جب سے اسلام پھیلا ہے نہ پھیلے گا کبھی
الفت و مہر و وفا، اسلام کی تبلیغ ہے

بے حجابی، بے حیائی کفر کے ہیں شعبدے
پردہ و شرم و حیا، اسلام کی تبلیغ ہے

چاروں جانب ہے اندھیرا کفر کا چھایا ہوا
اس اندھیرے میں ضیاء، اسلام کی تبلیغ ہے

جب مسلمانوں میں ہو سرمایہ داری کا جنون
اس جنوں کا اقتضاء، اسلام کی تبلیغ ہے

ہے یہ تبلیغی جماعت کا حقیقی مدعا
ہر طرف پرچم کشا، اسلام کی تبلیغ ہے

دعوتِ حق کے صلے میں مانگتے تو کچھ نہیں
پُرخلوص و بے ریا، اسلام کی تبلیغ ہے

اپنے بستر اپنے کندھوں پر لئے پھرتے ہیں جو
پیکرِ صدق و صفا، اسلام کی تبلیغ ہے

اے مسلمانو! نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ!
آئینہ حق نما، اسلام کی تبلیغ ہے

فرض ہے تبلیغِ حق امّت کے ہر اک فرد پر
ہے یہ سب کا مدعا، اسلام کی تبلیغ ہے

رات دن دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہو تم
حق کرو دیں کا ادا، اسلام کی تبلیغ ہے

آخری پیغامبرؐ کی آخری امّت ہو تم!!
راہِ ختم الانبیاء، اسلام کی تبلیغ ہے

یہ جہادِ علم ہے ہر اک جہالت کے خلاف
ہاں طریقِ اولیاء، اسلام کی تبلیغ ہے

ہر مبلّغ کو جو توفیقِ عمل، حق سے ملے
پھر تو اُس کی ہر ادا، اسلام کی تبلیغ ہے

یہ غزل آزاد ہے لاریب تبلیغی غزل
ہر ردیف اور قافیہ، اسلام کی تبلیغ ہے

۱۹ر اکتوبر ۸۴ء ــــ قلم برداشتہ ــــ حکیم آزاد شیرازی مدیر تذکرہ لاہور

اسلامی علم الانساب

علامہ اقبال کی ایک مجتہدانہ تحریر

میرے نزدیک قسطنطنیہ یونیورسٹی کے ادارۂ دینیات نے یہ نہایت دانشمندانہ کام کیا ہے کہ اسلامی علم الانساب کا کام باقاعدہ طور پر کیا گیا تو اغلباً اس سے ایسے اکتشافات بروئے کار آئیں گے جن سے دنیائے اسلام کی بابت ترکوں کا دائرہ نظر وسیع تر ہو جائے گا۔ اور اس طور پر ممکن ہے نوخیز نسل کا ذہنی اور روحانی نصب العین محکم تر ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں اس قسم کی تحقیقات سے انسانی علوم کے سرمایہ میں اضافہ ہوگا اور ممکن ہے نسلی خصوصیتوں کی تہہ میں وحدت روح کے ایسے سامان دریافت ہو سکیں جس کا اندازہ سطحی مشاہدہ سے بمشکل لگایا جا سکتا ہے، ممکن ہے اس سے یہ حقیقت بھی برافگندہ ہو سکے کہ ایشیا کی سیرت کی تشکیل میں جس کا راز اب تک نہیں معلوم کیا جا سکا ہے مہتمم بالشان تاتاری نسل کی بعض اہم ترین شاخیں کارفرما رہی ہوں۔

۱۔ میں پہلے ایک عام تجویز پیش کروں گا۔ آپ کو ادارہ دینیات کو مشورہ دینا چاہیئے کہ جتنی کتابیں تاریخی یا اور قسم کی یورپین اور اسلامی زبانوں میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ وہ ان سب کو فراہم کرے۔ یورپین کتابوں میں سے اکثر بلاشبہ خاص اغراض کو مدنظر رکھ کر تصنیف کی گئی ہیں مثلاً تبلیغی، سیاسی، تجارتی وغیرہ تاہم ان کتابوں میں کہیں کہیں آپ کو اپنے مضمون سے متعلق نہایت مفید معلومات ملیں گی۔ مثلاً مارشل کی "اسلام چین میں" ایک مشنری نے مشنری اغراض سے لکھی ہے باایں ہمہ اس کتاب کے بعض حصوں کے مطالعہ سے چینی مسلمانوں کے موجودہ نصب العین ان کی تحریکوں اور آرزوؤں کا پتہ لگتا ہے مصنف نے ان کی اصلیت کے متنازعہ فیہ مسئلہ، ان کی موجودہ آبادی ان کے مجاید اور ان کے ادبیات کی نوعیت سے بھی بحث کی ہے۔ ایک دوسری مثال سٹوررڈ کی تصنیف "جدید دنیائے اسلام" ہے یہ ان کتابوں میں سے ہے جو جنگ عظیم کے بعد ضبط تحریر میں آئی ہیں اور اس کے مصنف کا مقصد (جو اینگلوسیکشن نسلی برتری کا قائل معلوم ہوتا ہے) محض ایک طور کی سیاسی اشتہار بازی ہے تاہم یہ ایک مفید کتاب ہے کیونکہ یہ یورپین زبانوں میں لکھی ان کتابوں کے بے شمار حوالے دیتی گئی ہے جو اسلام اور ملل اسلامیہ پر لکھی گئی ہے اس کے علاوہ کتابیں جن کو سیاحوں یا حکومت ہائے یورپ کے ان سیاسی نمائندوں نے فرداً فرداً بعض اسلامی ممالک پر لکھا ہے۔ جہاں وہ متعین تھے مثلاً برٹن اور فلبی (عرب)، گونیو (فارس) اور ویمبری (وسط ایشیا) یہ وہی ویمبری ہے جس نے مرحوم سلطان عبدالحمید کو بتایا تھا کہ اسلام کے حلقہ بگوش ہونے سے قبل ترک ایک مخصوص رسم الخط کے مالک تھے یہ سب کتابیں جمع کرنی چاہئیں اور اپنے خطبات کی تیاری و ترتیب میں آپ کو ان سے مدد لینی چاہیئے میسرز لوزک اینڈ کمپنی برٹش میوزم لندن سے مراسلت کیجیئے ان کی فہرست کتب سے معلوم ہوگا کہ یورپین مستشرقین نے اسلامی تمدن پر کتنا زبردست ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کا لائپزگ (جرمنی) کے پروفیسر ڈاکٹر فشر سے مراسلت کرنا بھی فائدہ

سے خالی نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر زویمر کا بھی نام لوں گا جو قاہرہ میں ایک امریکن مشنری ہیں اور اسلام کی مخالفت میں ایک مذہبی رسالہ (مسلم ورلڈ) کی ادارت بھی کرتے ہیں لیکن انہوں نے متعدد کتابوں اور مضامین کی صورت میں ملل اسلامی پر بہت کچھ لکھا ہے انہوں نے جرمن میں مجھے ایک کتاب دکھائی تھی جس میں اسلام اور ملل اسلام پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے عنوان درج تھے یہ کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے پروفیسر ہاروٹز (فرینکفرٹ جرمنی)، سے مشورہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ تصریحاً میں مشورہ دوں گا کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مستقل طور پر پیش نظر ہے۔ اس میں آپ کو اسلامی ممالک مثلاً افغانستان، بلوچستان، کشمیر وغیرہ پر اور اُن کی نسلی و نسبی خصوصیتوں میں مضمون ملیں گے، فارسی کے متعلق میں MEMOIR SUR & ETHNOGRAPHIE DE LA PEREE NICOLAS DE KHANIKOFF (PARIS 1886) کے مطالعہ کا مشورہ دوں گا۔

یہ کسی قدر پرانی کتاب ہے مگر اس سے آپ کو کام کی نوعیت اور ترتیب کا ایک عام اندازہ ہو جائے گا۔

۳۔ جہاں تک آپ کے خطبات کی ترتیب کا تعلق ہے میں حسب ذیل مشورے دینا چاہتا ہوں شروع میں دو ایک ابتدائی خطبے ہوں جن میں حسب ذیل امور پر بحث ہو۔

الف۔ علم وظائف الاعضاء کے نقطہ نظر سے نسل کی حیثیت۔

ب۔ وہ اسباب جن سے نسلوں سے تفریق پیدا ہوئی۔

ج۔ کیا مذہب ایک نسل ساز عنصر ہے؟ بذاتہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہے تفریق لسانی کے باوجود کیا عالم اسلام کی ادبیات ایک مشترک پیش نہاد کی حامل ہیں بحیثیت مجموعی میرا خیال ہے کہ ایسا ہے۔

د۔ اسلامی نسلوں کا ایک سرسری جائزہ۔

۱۔ سامی: (ا) عرب (ب) افغانی اور کشمیری (کیا یہ عبرانی ہیں)

۲۔ آریائی (ا) ایرانی (ب) ہندی مسلمان یہ مخلوط النسل ہیں۔ آریائی عنصر غالب ہے۔ جاٹ اور راجپوت جیسا کہ بعض مصنفین کا خیال ہے کہ یہ شاید تاتاری ہیں۔

۳۔ تاتاری (ا) وسط ایشیا کے تاتاری (ب) منگولین (کاشغری و تبتی) (ج) چینی مسلمان (د) عثمانی ترک۔

۴۔ حبشی بربری (۵) علم الانساب کے اغراض و مقاصد (۴) میری رائے ہے کہ مثال کے طور پر افغانوں پر خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے۔

خطبہ اول افغانستان۔ افغانستان میں نسلوں کا خلط ملط۔ فارسی بولنے والے افغان اور پشتو بولنے والے افغان۔ کیا پٹھان اور افغانستان میں کوئی مابہ الامتیاز ہے؟ کیا افغانی عبرانی ہیں؟ اپنی اصلیت کے متعلق ان کی روایات کیا پشتو زبان میں عبرانی الفاظ ملتے ہیں؟ کیا وہ ان یہودیوں کے خلاف ہیں جن کو ایرانی کسریٰ نے اسیرین کی غلامی سے نجات دلائی تھی۔ جدید افغانستان کے بڑے قبائل ان کی تخمینی آبادی۔

خطبہ دوم: افغانوں کے اسلام لانے کے زمانے میں ان کی سیاسی تاریخ پر سرسری تبصرہ۔

خطبہ سوم: افغانوں کو متحد کرنے کی جدوجہد۔

ا۔ مذہبی: پیر روشن اور ان کے خلاف۔

ب۔ سیاسی: مشہور افغان شیر شاہ سوری جس نے افغانان ہند کو متحد اور عارضی طور پر حکومت مغلیہ کو برطرف کر دیا تھا افغانیوں کو متحد کر دینے کے متعلق اس کے مخصوص خیالات تھے اور اس نے قبیلہ وار ناموں کو نظرانداز کر دیا تھا۔ اس کی تگ و دو کا صرف ہندوستان تک محدود ہونا۔

ج۔ خوشحال خان خٹک: سرحدی افغانوں کا زبردست سیاسی شاعر جس نے ہندوستان کے مغلوں کے خلاف افغان قبیلوں کو متحد کرنا چاہا تھا اس کا خیال تھا کہ افغان عبرانی النسل تھے۔ اس نے بالآخر شہنشاہ اورنگزیب سے شکست کھائی اور کسی ہندی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ افغانوں کا شاید

انسانی دماغ میں نصب
کمپیوٹر
ہر عمل کو ریکارڈ کرتا ہے

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

یہ ان لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے
جو نامۂ اعمال اور حساب کتاب پر کامل یقین نہیں رکھتے

ماڈرن کمپیوٹر جو بڑے حافظہ سے مزین کئے جاتے ہیں ایسی صلاحیت کے مالک ہیں کہ دنیا میں تمام افراد کے کوائف کو سٹور کر سکتے ہیں کمپیوٹر کی ایجاد اس کرۂ ارض کی ایک مخلوق نے کی ہے جس کرۂ ارض کی اپنی حیثیت بمقابلہ کائنات میں موجود دوسرے سیاروں اور ستاروں کے کچھ بھی نہیں ہے جونہی ہم کمپیوٹر کی ساخت اور کارگزاری کا گہرا مطالعہ کرتے چلے جاتے ہیں تو انسانی روح کانپنے لگتی ہے اور خوف زدہ بھی ہو جاتی ہے موجودہ دور کے کمپیوٹروں میں ایک نئی صلاحیت کا بھی اضافہ ہوا ہے وہ یہ کہ اگر کسی کمپیوٹر سنٹر میں کئی ہزار افراد اس کو کئی سالوں تک استعمال کرتے رہے ہوں تو کمپیوٹر ہر انفرادی استعمال کنندہ کی ساری کارگزاریوں کی لسٹ روز اول سے لے کر آخری دن تک تیار کر سکتا ہے کہ کتنے بج کر کتنے منٹ پر کتنے سیکنڈ پر اس استعمال کنندہ نے مجھ کو استعمال کر کے کون سا کام کیا فلاں سائنسی یا غیر سائنسی مسئلہ پر کام کیا کتنا کمپیوٹر ٹائم استعمال کیا کیا کیا سہولتیں کمپیوٹر سے متعلقہ استعمال کیں اور کتنا بل بنا کیا استعمال کنندہ نے غیر ضروری مسائل یا کمپیوٹری کھیلوں پر تو کمپیوٹر کو نہیں الجھائے رکھا۔ کمپیوٹر ایسے تمام کوائف اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے اور بوقت ضرورت پڑنے پر یہ بھی بتا دیتا ہے فلاں دن سے اس استعمال کنندہ کو مجھے استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہو گی ۔

انسان کی اس اختراع کو سامنے رکھتے ہوئے قیامت اور یوم محشر کا خود کار نظام سمجھنے میں دقت پیش نہیں آتی ۔ چاہیئے یہ ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جن کا آخرت اور نامہ اعمال اور حساب کتاب پر یقین کامل نہیں ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد نیک و بد اعمال کا حساب کتاب کیسے ممکن ہو گا ۔ اگر آج انسان کے بنائے ہوئے تمام کمپیوٹروں کو حضرت آدمؑ سے لیکر قیامت تک نیک و بد اعمال کا ذخیرہ فراہم کر دیا جائے اور دیگر سہولتیں بھی بہم پہنچا دی جائیں تو وہ با آسانی مل کر اپنے حافظوں میں یہ ریکارڈ محفوظ کر لیں گے اور بوقت ضرورت انسان کو دکھا بھی سکیں گے جس نے انسان کو یہ قوت بخشی ہے کہ وہ ایسے کارنامہ سر انجام دے سکے یعنی اللہ کریم نے انسان کو دماغ عطا فرمایا اسی کی مدد سے کمپیوٹر تخلیق کیا اگر کمپیوٹر برق رفتاری سے زندگی کے ہر شعبہ میں بلا تکلف و تردد مجرموں اور انسانوں کی زندگی کا نامہ اعمال تیار کرنے اور محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو کیوں نہیں خود پروردگار ایسا کر سکتا ۔

انسانی دماغ
میں بھی
ایک کمپیوٹر
نصب ہے !

چونکہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے وہ ہر فعل کے حسن و قبح سے بخوبی واقف ہے ہر دم انسان کے محاسبے کیلئے اس کے ہر فعل

نیک و بد کا ریکارڈ ایک خود کار قدرتی نظام کے تحت تیار ہو رہا ہے اس کے تمام معاملات اور اعمال کو ہر لحظہ ضبط تحریر میں لایا جا رہا ہے یہ کتاب اور اعمال نامے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جو روز قیامت اس کے روبرو پیش کئے جائیں گے کیونکہ وہ ہی یوم حشر اور یوم الدین کا واحد مالک ہے ۔

ویسے بھی کراماً کاتبین دو فرشتے ہر انسان پر مسلط ہیں جو اعمال کا INPUT انسان کے (OUT PUT) کی صورت میں ریکارڈ کرتے ہیں ۔

سائنسی اعتبار سے ایک کمپیوٹر انسانی دماغ میں بھی نصب ہے اس پر بھی ہر شے کا عکس واضح طور پر ثبت ہوتا رہتا ہے ۔ ایسی خود کار یعنی ٹیپ سوتے یا جاگتے چل سکتی ہے یعنی (RETRIEVAL) ہوتی رہتی ہے اس کی ایک ادنیٰ مثال خواب اور یادداشت ہے اگر یہ کچھ انسانی حافظہ میں محفوظ نہ رہے تو نہ اس کی یاد دہانی ممکن ہو اور نہ ہی انسان سابقہ تجربات کی مدد سے آئندہ عبرت حاصل کر سکے انسان چونکہ فاعل یا مختار ہے اس لیے اس کے اختیار کو بے محار نہیں چھوڑا گیا ۔ محتسب اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ یہ تمام ریکارڈ قیامت کے روز کے لئے محفوظ ہے ہر انسان اسے پڑھ سکے گا اور خود ہی اپنی قسمت کا فیصلہ کر سکے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو عدل ہو گا ۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنی فطرت پر بنایا ہے بندہ بھی اپنے ماتحتوں کا احتساب کرتا ہے اگر اس احتساب کیلئے وہ کمپیوٹر جیسی ایجادات اس عقل سلیم کی بدولت تیار کر سکتا ہے جو اللہ کی عطا کردہ

(باقی ۱۲ پر)

بقیہ : اسلامی علم الانساب

اولین قومی شاعر تھا ۔

د ۔ احمد شاہ ابدالی ۔

ہ ۔ مرحوم امیر عبدالرحمٰن خان موجودہ امیر اور ان کی افغانوں میں قومی تشخص کرنے کی جدوجہد ۔

خطبہ چہارم : افغانوں کے فضائل ان کی رسوم اور مجالس ۔

خطبہ پنجم : موجودہ افغانی تمدن ان کی قدیم و جدید صنعت صناعت ان کی ادبیات ان کی آرزوؤں اور حوصلہ مندیوں کی حیثیت سے ۔

خطبہ ششم : افغانی نسل کا مستقبل ۔

۵ ۔ آخر میں ایک نہایت اہم تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ گو اس کا تعلق اس خط کے مضمون سے نہیں ہے ۔ ادارہ دینیات کو چاہیئے کہ دینیات کی ایک پروفیسر شپ قائم کرے جس پر کسی ایسے شخص کو متعین کیا جائے جس نے اسلامی دینیات اور جدید یورپین فکر و تصور کا مطالعہ کیا ہو تاکہ وہ مسلم دینیات کو افکار جدیدہ کا ہمدوش بنا سکے ۔ قدیم اسلامی دینیات کے (جس کا ماخذ زیادہ تر یونانی حکمت و فکر تھا) تار و پو بکھر چکے ہیں ۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس کی شیرازہ بندی کی جائے ۔ ترکی کو چاہیئے کہ جس طور پر وہ اور معاملات میں شامل پیش قدمی کر رہا ہے اسی معاملہ میں بھی پیش قدمی کرے ۔ یورپ نے عقل و الہام کو ہم آہنگ بنانا ہم سے سیکھا ہے ۔ وہ اپنے دینیات کو موجودہ فلسفہ کی روشنی میں از سر نو تعمیر کرنے میں ہم سے آگے نکل گیا ہے ۔ اسلام جو عیسائیت سے کہیں زیادہ سادہ اور عقلی مذہب ہے اس شعبہ میں کیوں بے حس و حرکت رہے ادارہ دینیات کو ایک جدید علم کلام کی طرح ڈالنی چاہیئے ۔ اور ترکی کی نوخیز نسل کو یورپ کی لامذہبیت سے محفوظ و مامون کر لینا چاہیئے ۔ مذہب قوم میں ایک متوازن سیرت پیدا کرتا ہے جو حیات ملی کے مختلف پہلوؤں کے لئے بیش بہا ترین سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ بحیثیت مجموعی یورپ نے اپنے باشندوں کی تعلیم و تربیت میں سے مذہب کا عنصر حذف کر دیا ہے اور کوئی نہیں بتا سکتا اس کی بے لگام "انسانیت" کا کیا حشر ہو گا ۔ شاید ایک نئی جنگ کی شکل میں وہ اپنی ہلاکت کا باعث خود ہو ۔

(مشاہیر کے تعلیمی نظریئے ص ۳۰۷
بحوالہ اپریل ۱۹۲۶ء مجلہ اردوئے معلیٰ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

ابوالحسن الماوردیؒ

عظیم مسلمان سائنسدان

ابوالحسن علی ابن محمد ابن حبیب الماوردی ۹۷۲ء میں بصرہ میں پیدا ہوئے انہوں نے ابتدائی تعلیم بصرہ ہی میں حاصل کی۔ بصرہ میں بنیادی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے مشہور عالم ابوالوحید السماوی سے فقہ سیکھی۔ اس کے بعد الماوردی شیخ عبدالحمید اور عبداللہ البقی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بغداد چلے گئے، فقہ اخلاقیات سیاسیات اور ادب پر مہارت نے شاندار کیریئر کے حصول میں انکی بہت مدد کی۔ ابتداء میں وہ قاضی مقرر کئے گئے اس کے بعد آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے بغداد کے چیف جسٹس کے عہدے تک پہنچ گئے۔ عباسی خلیفہ القائم بامر اللہ نے اپنا خصوصی سفیر مقرر کیا اور انکی سربراہی میں کئی ملکوں میں وفود بھیجے۔ سفیر کی حیثیت سے انہوں نے زوال پذیر عباسی حکومت کی ابھرتی ہوئی طاقتوں مثلاً سلجوقیوں وغیرہ سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ کئی ایک حکمرانوں نے انہیں تحائف اور خلعتیں عطا کیں۔

الماوردی بہت بڑے فقیہہ، محدث اور ماہر سماجیات تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ سیاسیات میں بھی مہارت رکھتے تھے وہ فقہ کے سکول میں پڑھاتے بھی رہے اور فقہ کے اصولوں پر اُن کی کتاب "الحادی" بہت شہرت کی حامل کتاب ہے۔

سیاسیات اور سوشیالوجی پر انہوں نے کئی ایک اہم کتابیں تحریر کیں اُن میں سے "کتاب الاحکام السلطانیہ" "قانون الوزارہ" اور کتاب نصیحۃ الملک" نے بہت شہرت حاصل کی۔ ان کتابوں میں سیاسیات کے اصولوں بالخصوص خلیفہ وزیراعظم اور دیگر وزراء کے فرائض پر بحث کی گئی ہے اور حکومت اور عوام کے مختلف طبقوں کے مابین تعلقات، کا جائزہ لیا گیا ہے اور حکومت کو مضبوط بنانے اور جنگ میں فتح حاصل کرنے کے متعلق بھی اُنہوں نے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

ان میں سے دو کتابیں "الاحکام السلطانیہ" اور "قانون الوزارہ" شائع کی گئیں اور ان کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ الماوردی کو سیاسیات میں "نظریہ ضرورت" کا حامی تصور کیا جاتا ہے۔ بہر حال وہ مضبوط و مستحکم خلافت کے حق میں تھے وہ گورنروں کو زیادہ اختیارات تفویض کرنے کی مخالفت کرتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں اختیارات کی تقسیم سے بدنظمی پیدا ہو جاتی ہے دوسری طرف انہوں نے خلیفہ کے انتخابات اور ووٹر کی خصوصیات کیلئے واضح اصول بتا دیئے اُن میں سے دو بنیادی شرائط اعلیٰ سطحی تعلیمی ڈگری کا حصول اور کردار کی پختگی ہے۔

اخلاقیات پر انہوں نے "کتاب الدنیا والدین" لکھی جو اس موضوع پر مقبول ترین کتاب قرار پائی اور کچھ اسلامی ملکوں میں یہ اب تک پڑھائی جاتی ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر

انشاء اللہ حسب سابق اگلی ماہانہ مجلس ذکر اتوار مورخہ ۴ نومبر ۸۴ء خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں زیر صدارت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم منعقد ہو گی۔ دعوت عام ہے۔ (جنرل سیکرٹری)

مسلمانوں کیلئے دعوتِ فکر

دشمن کے ہتھکنڈوں سے بے خبر رہے تو ہماری کم بختی کے دن بھی دور نہیں اور ہماری حالت فلسطینیوں اور افغانوں سے مختلف نہ ہوگی

رحمت خان

اقتدارِ اعلیٰ جو اللہ تبارک تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے ہمیں اعلیٰ شرف سے نوازنے والی خلافتِ ارض بخشنے والی وہ ذاتِ اقدس و بے نیاز جو صد تحسین و ستائش اور حمد و ثنا کے لائق ہے ہمارا اس سے ایک عہد ہوا تھا ہم دنیا میں تیری ہی عبادت کریں گے تیری حاکمیت قائم کریں گے تیرے احکامات کو نافذ اور اُن پر عمل کرائیں گے ان کی حفاظت اور نگرانی کریں گے۔ لیکن دنیا کی چمک دمک سے ہماری آنکھیں اس طرح خیرہ ہو گئی ہیں کہ ہمارا وہ عہد طاقِ نسیاں ہو کر رہ گیا ہے اور پورے معاشرے کو ہم نے غفلت و لاپرواہی فرقہ پرستی و خود غرضی رشوت خوری اور اقربا پروری جیسے بے شمار موذی امراض کا عادی بنا دیا ہے اور اس طرح اللہ تعالےٰ اور اس کے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دئے ہوئے زریں اقوال و ضوابط و اخلاق اور دین اسلام کے تمام احکامات ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں بلکہ ہم نے انہیں مجرمانہ جرأت اور بے باکی سے پامال کر کے قوم و ملک اور کردار کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے دین اسلام کے احکامات کو دنیا پر غالب کرنے کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ آج ہمیں پھر اُس عہدِ گذشتہ کی تجدید نو کرنی چاہیئے۔

اور اگر اس کو بھول کر یوں ہی بے اعتنائی سے لُوٹ کھسوٹ جاری رکھی، بنگلے اور بینک بیلنس بڑھاتے رہے بے حیائی عُریانی فحش گانے وی سی آر فلمیں اور سینے سجاتے رہے اور بیہودہ لٹریچر کو پروان چڑھاتے رہے غیر ملکی اسلام دشمن پراپیگنڈا پر کان دھرتے رہے۔ زنا رشوت قتل و غارت کا بازار گرم رکھا۔ آپس میں گتھم گتھا رہے اور دشمنوں سے خوف زدہ اور بلیک میل ہوتے رہے اور ان کے ہتھکنڈوں سے بے خبر رہے تو ہماری کم بختی کے دن بھی دُور نہیں اور ہماری حالت فلسطینیوں اور افغانوں سے مختلف نہ ہوگی۔ ہوس اقتدار میں ڈیڑھ سو سال پہلے مسلمانوں کی جو حالت تھی آج بھی وہی کھینچا تانی ہے اور اسی طرح دست و گریبانی ہے سیاست اور بیداری نام کو بھی نہیں رہی آزادیٔ افکار خیال نام کی کوئی چیز موجود نہیں سعی بسیار کے بعد بھی کسی ایسے آزاد منش اور دیدہ ور انسان کے مل جانے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ جو قید و بند سے آزاد ہو جس میں آزادی کی روح کا کوئی عنصر موجود ہو یا آزادیٔ سانس کی تڑپ کا اثر رکھتا ہو، حکومت کی بے توجہی کے سبب معاشرہ بے شمار برائیوں میں مبتلا ہو گیا ہے۔ کاروبار بے پناہ مشکلات کی وجہ سے کساد بازاری کا شکار ہیں۔ پبلک کی بے چینی بدنظمی ہوشربا گرانی اور بے روزگاری کی وجہ سے بڑھی ہوئی ہے۔ سنگین جرائم قتل ڈاکے اور اغوا دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ عوام تو عوام علماء کرام بھی غنڈوں کے ہاتھوں قتل اور اغوا جیسے گھنونے اخلاقی جرائم سے مستثنیٰ نہیں رہے۔

تعلیمی معیار بالکل غیر معیاری ہو کر رہ گیا ہے طلباء توڑ پھوڑ اور سیاست میں اُلجھے ہوئے ہیں اور سیاستدان غیروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ رہی سہی مخلوق نفسا نفسی کا شکار اور مفلوق الحال ہے اور ان تمام چیزوں کا کوئی تدارک نہیں اور کوئی پرسانِ حال

نہیں ہے ادھر غلط اور بے ربط پالیسیوں کی وجہ سے ہماری اندرونی قومی ساکھ داغدار ہے تو بین الاقوامی سطح پر اسلام دشمنوں کے معاندانہ رویے کے ہاتھوں سخت مجروح ہے مغرب سے یہود نے ہر سمت سے گھیرا تنگ کر رکھا ہے۔ قبلہ اوّل بیت المقدس ہے تو اُس پر ان کا قبضہ ہے خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ ہیں تو وہ بھی ان کی بدنظری کا شکار ہیں اور ان کی رینج سے باہر نہیں۔ ہنود اور یہود کی ملی بھگت نے ایسا متعصب اور دشمنانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ منٹوں میں ہماری بہت بڑی تباہی کرنے والے ہیں۔ ان کے مقابلے ہم اپاہج اور بدبختوں کی طرح سہم اور سکڑ کر بیٹھ گئے ہیں جیسے کہ یہ سب مقبوضہ مقامات خود بخود ہمیں واپس مل جائیں گے بلکہ ہماری گود میں آپڑیں گے۔ ہماری گذشتہ تمامتر کوتاہیوں کا فائدہ دشمن کو پہنچتا رہا ہے اور خاص کر ایسٹ پاکستان میں ہتھیار ڈال دینے سے اور بار بار معاہدہ عدم جارحیت پیش کرنے سے ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ کم ازکم آج تک اگر ہم نے ایٹم بم ہی بنا لیا ہوتا تو آئے دن ہمیں یہ یُوں دانت نہ دکھاتے لیکن وائے افسوس! پھر اگر جنگ چھڑ بھی جاتی تو فیصلہ کن ثابت ہوتی بار بار ہمیں یُوں گھٹنے ٹیک کر آداب اور کورنش بجالانے کی نوبت نہ آتی۔

پیشتر اس کے کہ دشمن ہم پر اچانک ایک کاری ضرب لگا کر ہمارا کام تمام کر دیں اور ہم سنبھلنے سے پہلے دم توڑ کر ڈھیر ہو جائیں عنانِ حکومت کے اداروں کارپردازوں پالیسی سازوں جاگیرداروں سرمایہ داروں وڈیروں اور سیاستدانوں لیڈروں ایڈیٹروں اور ڈائریکٹروں سب کو چاہیئے کہ ایسے مخدوش حالات کو سامنے رکھ کر اپنے ذاتی اختلافات اور مفادات فوراً ختم کرتے بیٹھ جائیں اور اپنی ٹھاٹھ باٹھ اور شاہانہ شان وشوکت کی وضعداری اور خاطر داری کی خاطر ملک وعوام کو سودے بازی پر لگانے کی بجائے اپنی ساری آن بان تن من ملک وعوام پر نثار کر دیں۔ اپنی من مانیاں لاگت بازیاں اور تجوریاں بھرنے کی بجائے اپنا دفاع اور ان سب کی جان بچانے کی تدابیر سوچیں۔ مہیب آفات سے نمٹنے کی تیاری کریں جو عنقریب ملک پر ٹوٹنے والی ہیں اگر وطن عزیز ہے تو سب کچھ ہے ورنہ ہماری جہالت سے وابستہ عیاشیوں کوتاہیوں اور نمائش بینوں کا تمامتر حشر اور نتیجہ عراق کے ایٹمی گھر جیسا ہو کر رہ جائے گا اور پھر نہ صرف ہم اپنی بلکہ پورے بنی نوع انسان کی تباہی وہلاکت کا باعث بن جائیں گے اسلام کا قلعہ ٹوٹ جائے گا پھر خدانخواستہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا سا حساب ہو جائے گا۔

اور ہمیں کوئی پناہ دینے والا بھی نہ ہوگا اور ہم تو کچھ اپنی بداعمالیوں اور بد دیانتیوں کی وجہ سے اور کچھ یہودی پراپیگنڈہ کی بنا پر دنیا میں کافی بدنام کر دیئے گئے ہیں غیروں کی نظروں میں بہت گر گئے ہیں اور ناپسندیدہ پسماندہ اور غیر مہذب اقوام میں شمار کیے جانے لگے ہیں اور اس طرح نہ صرف بارِ زمانہ بلکہ ناگوارِ زمانہ بنا دیئے گئے ہیں اور ہم نے دنیا سے مٹ جانے کے کچھ خود اور کچھ غیروں کے ہاتھوں تمام پروگرام تیار اور سامان مہیا کر رکھے ہیں اگر بالفرض دنیا میں ہندو اور یہودی نہ ہوتے تو شاید کوئی دیگر قوم اینٹی مسلم آثار نہ ہوتی اور شاید مسلمان وعیسائی مل کر کیمنسٹوں اور دیگر جارح اقوام پر حاوی رہتے اس کے برعکس آج یہودی لابی اسقدر مضبوط ہے دوسرے لفظوں میں تمام دنیا پر اسی کی حکومت ہے اس کی جڑیں بہت لمبی گہری اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں جن کو اکھیڑنا خود اکھڑنے کے مترادف ہے۔ مرزائیت بھی انہی کے نقشِ قدم پر اور انہی کے زیر سایہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اور یہ دونوں ٹولے مل کر مسلمانوں کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمیں خود پر بہت دُکھ اور افسوس ابھی یہ ہے کہ ابھی تک، نہ ہمارا کوئی قومی کردار بنا ہے نہ اس کی کوئی پرچار واہمیت پر زور دیا گیا ہے نہ کہیں امانت ہے نہ

کہیں امانت ہے نہ دیانت نہ صداقت کی بُو نہ عدالت وعدل وانصاف جیسے اہم تقاضے پورے ہوئے ہیں نہ دفاع کے سارے سامان مہیا ہیں۔ نہ کسی دیگر ایسی انڈسٹری میں خود کفیل ہوئے ہیں جو قوم کی بقائے حیات کا وسیلہ ہے۔ یُوں لگتا ہے جیسے اس اندھیر گردی میں سب قسم کی غیر قانونیت کو تحفظ مل گیا ہے اور اس کو قانوناً جائز قرار دے دیا گیا ہے کچھ علماء جو محفلوں کی رونق وزینت ہیں ان کے پاس الزام تراشی طعن تشنیع اور کفریہ فتووں سے قوم کی برین واشنگ اور تفریق ڈالنے کے سوا کوئی پروگرام نہیں ان کا کردار اور قابلِ مذمت ہے۔ حکومت ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات پر مواخذہ کیوں قائم نہیں کرتی ایسے لوگ قوم کے ہمدرد بن کر ان سے اپنی دشمنی کی بھڑاس نکال رہے ہیں اسی طرح ماشاءاللہ ہمارے مہربان اعلیٰ شاہی افسران ہیں اگر کم ازکم اتنے لمبے عرصے میں ان کے اس دیسی ڈھانچے سے انگریزی روح کو نکال کر دیسی روح پھونکنے کا اہتمام کر لیا ہوتا تو اب تک معاشرے میں بہترین تبدیلی آگئی ہوتی صراطِ مستقیم اور ہدایت کی راہ ہموار ہوگئی ہوتی اور ہماری ساری دفتری انگلش پالیسی پیچیدگیوں سے نکل کر آسانیوں کی راہ پر گامزن ہو گئی ہوتی لوگوں کو حقوق بھی ملتے اور وہ مطمئن بھی ہوتے۔

دانشوروں اور ملک کے بہی خواہوں کو جو شورش سے باہر ہیں اور چار دیواری کی پابندی سے آزاد ہیں میرا ناقص مشورہ اور رائے ہے کہ ہم لمحۂ فکریہ لے کر اور مجاہدانہ جذبے سے متحد اور منظم ہو کر اُٹھیں خلوصِ دل سے سرشار ہو کر اللہ تبارک تعالیٰ سے توبہ تائب ہو کر بے لوث اپنے ملک اور باقی دنیا کی بقا کی خاطر تمام عالم سے سماجی برائیوں کو کرش کر دیں اور جرائم کا جو بہت بڑا سیلاب آیا ہوا ہے اس کا قلع قمع کرنے کا پختہ عزم اور تہیہ کریں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دین کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے تمام جہان پر کلمۂ حق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گونج کو عملی طور پر غالب کر دیں۔ یہ حکومت اور عوام کے اشتراک وتعاون سے بہت سہل ہے اگر عوام اور حکومت کا قریبی تعلق اور رابطہ قائم ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں یہ ملک دو ہفتے کے اندر اندر ٹھیک نہ ہو جائے ہمیں چاہیئے کہ اس فرض خداوندی میں جو گذشتہ فروگذاشتیں ہوئی ہیں ان کا ازالہ کریں۔ اور ایک بار پھر ثابت کر دیں کہ ہمارا رب، ایک رسول ایک کتاب ایک اور ہم سب ایک ہی اُمت ہیں۔ مریں تو اللہ کی خاطر جیئیں تو اللہ کی خاطر۔ یاد رکھیں کہ اگر ایسے نازک مرحلے پر جب روس بم برسا رہا ہے فوری منظم جہاد کا بندوبست نہ کیا گیا اور اس کی ضرورت محسوس نہ کی گئی تو منکرانِ توحید ورسالت نے جس طرح اب ہمیں مذموم انداز سے گھیر رکھا ہے ہمیں دنیا میں جینے کا حق دیں گے نہ مرنے کا اور اسلاف کے تمام دعووں اور اسلام کے تمام تذکروں اور تہذیب وتمدن کو باطل ثابت کرنے پر تل جائیں گے جو لاکھوں صفحوں پر بکھرے پڑے ہیں جو اسلام کا قیمتی سرمایہ ہیں اور پھر ہمارا بھی دنیا سے نام ونشان مٹانے کے درپے ہو جائیں گے اس قیمتی لمحہ کو ضائع کیے بغیر ہمیں اکٹھے بیٹھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے کہ:

کفار کا یہ چیلنج اور آئے دن کی اُن کی ان دھمکیوں سے کیسے نمٹا جا سکتا ہے

ہمیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اور وہ زیادہ ہیں جنہوں نے قرآن کو اپنا حقیقی رہنما تسلیم کر کے اس پر پختہ یقین کر لیا وہ کفار کی اکثریت سے گھبرانے اور مرعوب ہونے کی بجائے اپنی پُراعتماد اقلیت سے ہی دشمن پر غالب آ جائیں گے انشاءاللہ (اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے) انڈیا کی آبادی اگر ۶۰ کروڑ ہے تو ہم بھی اس Semla Coubinaut ہیں ۲۰ کروڑ ضرور ہیں پاکستان بنگلہ دیش اور ہندوستانی مسلمانوں کی مجموعی نفری کسی طرح بھی ۳۰ کروڑ سے کم نہیں ہے اور ہم اپنے

حریف کی ڈبل قوت سے ٹکرانے اور نبرد آزما ہونے کے پہلے سے ہی عادی ہیں ۔ اپنے آپ کو دشمنوں کے ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں سے قطعاً بلیک میل نہ ہونے دیں ایسے پراپیگنڈوں اور افواہوں پر کان دھرنے کی قطعاً ضرورت نہیں جو لوگ اس دور کو ماڈرن کہہ کر جہاد کے خلاف بیان بازی کرتے ہیں وہ قرآن اور اللہ کے دشمن ہیں اللہ کے فیصلے ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مختصر عرض یہ ہے کہ اسلام دنیا میں ایٹم بموں کے خوف سے سمٹ اور سکڑ نہیں سکتا یہ اللہ کا نور پھیلنے کو آیا ہے جب اللہ پاک کا واضح ارشاد موجود ہے کہ یہ دین تمام دینوں پر غالب ہو کر رہے گا دیکھیں سورہ الصف آیت ۸،۹ تو پھر ہمیں چاہیئے کہ نڈر اور بے خوف ہو کر اور مل کر اسلام کی راہوں سے رکاوٹیں ہٹائیں اور اس کو آگے بڑھانے کے پروگرام پر نظر ثانی کریں اور اس کے لائحہِ عمل کو حتمی شکل دیں ۔ تمام مجبوریوں کو چھوڑ کر ہمیں ہر صورت ایسے اقدامات و انتظام کرنے چاہئیں جو اسلام کے عروج کا سبب بنیں ۔ کیونکہ آج کفار کے ہاتھ بہت لمبے ہیں ہمیں مٹانے کے لئے وہ سب متفق ہیں اور ہماری وحدت پارہ پارہ ہے اور انہوں نے سازشی ہتھکنڈوں سے اسلام کو بدنام کرنے دبانے اور مٹانے کے لئے متحد و منظم ہو کر ایک عالمگیر مہم چلا رکھی ہے جس کے اثر سے تمام اسلامی بلاک متاثر ہو کر ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں ۔ خاص کر ہماری سرحدات پر دشمن نے بے پناہ فوج جمع کر رکھی ہے جو اشتعال انگیزیاں کرتی رہتی ہے ۔ اور دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور دباؤ بڑھتا ہی جا رہا ہے غرضیکہ ہر سمت سے اسلام دشمنوں نے سر اٹھایا ہوا ہے اور مسلمانوں کو حقوق سے دست بردار کرنے کی مہم زوروں پر ہے اور اس طرح اپنے ہاتھوں ہمیں پاش پاش کرنے کی خواہش میں بہت سرگرداں مضطرب اور منتظر نظر آتے ہیں اور بہانہ جوئی اور حیلہ سازی میں لگے ہوئے ہیں جس دن کوئی جواز مل گیا وہ ہرگز ہرگز نہ بخشیں گے ۔ انہوں نے ہمیں ہراساں و خوف زدہ اور بلیک میل کرنے کے لئے خود تو ایٹمی تنصیبات اور ریسرچ لیبارٹریز قائم کر رکھی ہیں اور ایٹمی تجربات بھی کر رکھے ہیں جن کا کوئی چرچا ہی نہیں ہوتا لیکن ہمیں سخت پابندیوں میں جکڑ کر رکھنا پسند کرتے ہیں ۔ بلکہ مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور اس طرح ہمارے ارد گرد دشمنوں نے گھیرا بہت تنگ کر رکھا ہے خاص کر انڈیا اور اسرائیل نے مدت سے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھا رکھے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں اب کچھ عرصہ سے روس بھی انہی کے رویّہ پر چل پڑا ہے۔

مُسلمانو اُٹھو ان کے یہ وسعت پذیری کے منصوبوں کو خاک میں ملا دو اور ان کی یہ منحوس خواہشات کو پُورا ہونے سے روک لو

ظالموں کے ایسے ظلم و تشدّد سے نمٹنے کے لئے سنگین حالات کے پیش نظر آج قوم کو اپنی ایک رضا کارانہ عوام پر مشتمل مجاہدانہ فورس تشکیل کرنے کی اشد ضرورت ہے جو عامۃ الناس کو فرقہ پرستی اور نعرہ بازی سے بالا بالا اسلام دوستی و محب الوطنی اور جہاد و شہادت فی سبیل اللہ کے جذبے پر متحد کرنے کی پوری کوشش کرے ۔ اور ان کو باور کرائے کہ ملک و قوم کا اہم تقاضا مذہبی فرقہ پرستی اور نعرے بازی سے پورا نہیں ہوتا بلکہ سلامتی کا واحد اور حقیقی راستہ اور آخری حل یہ ہے کہ ہم ڈیڑھ اینٹ کی ایک الگ مسجد بنا کر عوام کو دھڑوں میں تقسیم کرنے کی بجائے سب ایک اسٹیج پر اور ایک جھنڈے تلے فوراً متحد متفق اور منظم ہو کر جمع ہو جائیں اور قومی خدمات سرانجام دیں اپنے اوپر حلفیہ اور قسمیہ طور پر اور خدا کا حکم سمجھ کر جہاد کا رنگ چڑھائیں اور سر بکفن ہو کر دشمنوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جانے کی صبر آزما جرأت سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں کہ ہم نے باطل سے ٹکرانا ہے اور مر کر جینے کی خواہش کو پورا کرنا ہے فیصلہ کن

قدم اٹھانے سے ہی شر ختم ہو سکتا ہے ۔

آئیں ہم خلافت راشدہ کا نمونہ بن کر اُبھریں دنیا کو معاصی اور گناہ کی زندگی ترک کرنے کی تلقین کریں اور امن و سلامتی کا پیغام لہراتے ہوئے تمام عالم کی امامت کے فرائض سنبھالنے کی ذمہ داری بھی قبول کریں اور اس کی پاسبانی کے سامان بھی مہیا کریں ۔ آپ لوگ یقین کریں کہ یہ سارا کٹھن بوجھ آخر مُسلمانوں ہی کے کندھوں پر رکھا جانا ہے اس لئے دیر کیوں ہے اور خوف کس کا ہے خدا ہمارا حامی و ناصر ہے دنیا کی سب سے بڑی سُپر پاور کا سایہ ہمارے سر پر ہے ہمیں بے دست و پا ہو کر خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھے رہنا چاہیئے ظلم سے چھٹکارا حاصل کرنے کی جدوجہد فوراً شروع کر دینی چاہیئے حالات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ تصادم ہونے کو تیار کھڑا ہے ۔ خطرے کا سائرن بج رہا ہے حق و باطل کی معرکہ آرائی ہونے والی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے حق آیا باطل گیا اور باطل جانے والی چیز ہے مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی بالادستی قائم کرے گا انشاء اللہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا ۔ اور کفار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ذلت و رسوائی کا مزہ چکھیں گے انشاء اللہ ۔ آئیں ہم اس دوران محاسبہ بھی کر لیں کہ آیا ہم مُسلمان بھی ہیں یا نہیں اگر سرے سے مسلمان ہی نہیں ہیں تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں پھر خوف ہی خوف ہے اور اگر حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں تمام اسلامی ارکان کی پابندی کرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کی اکثریت اور اسلحہ سے خوف زدہ ہو کر کم دل اور کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیئے ۔

یہودیوں سے قبلہِ اوّل بیت المقدس کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اور روس کو افغانستان سے بھگانے کے لئے اور دنیا پر اسلام برپا کرنے کے لئے ہم نے جہاد فورس تشکیل دی ہے دنیا میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو اللہ کے نام جمع ہونے کی دعوت پُر زور درخواست اور اپیل کرتے ہیں کہ فرقے بازی کو چھوڑ کر متحد اور منظم ہو کر اس تنظیم کے جلد از جلد رکن بن کر عوام اور اسلام دوستی کا ثبوت دیجئے اور دین کا ایک اہم فریضہ جو مدت سے التوا میں پڑا ہوا ہے یعنی عمل جہاد کو پھر سے زندہ و تابندہ کرنے کا عملی ثبوت فراہم کر کے اپنے ایمان کی تجدید نو کریں اس فریضے کو ادا کرنے کے لئے خود ہی تیار ہو جائیں اور دوسروں کو بھی تیاری کا حکم دیں ۔ خدا ہمیں توفیق بخشے آمین ۔ قرآن پاک نے بار بار جانی و مالی جہاد کا مطالبہ کیا ہے خدا کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کا یہ سب سے عمدہ اعلیٰ وارفع ترین طریقہ ہے جس کے پورا ہونے کا اب وقت قریب آچکا ہے ۔ ہم خدا کے حکم پر مسلمانوں کو متحد ہو کر آنے کی آواز دیتے ہیں ۔ مُسلمانو بزرگو اور بھائیو غور سے سُن لو ۔ دنیا کے ایٹم بم ہائیڈروجن بم اور نیوٹران بم جن سے ڈرتے ہو ان کے پھٹنے کا ابھی وقت نہیں آیا نفسیاتی اُلجھنوں میں اُلجھ کر نہ رہ جائیے اور نہ ہی ان چیزوں کو اپنے راستے میں حائل ہونے دیجئے ۔

دُنیا کا سب سے وزنی بم مُسلمانوں کے پاس ھے جس کا

استعمال انہوں نے ترک کر رکھا ہے ، آئیں ہم مل کر اس کی ریسرچ اور مشق کریں اور اس کو کارگر بنا کر آزمائیں اور دیکھیں کہ کونسی طاقت اس کے سامنے ٹھہر سکتی ہے اور مقابلہ کر سکتی ہے ہم سب سے پہلے اس کو ہندوستان پر آزمائیں گے انشاء اللہ کیونکہ وہاں مسلمانوں پر مدت سے جبر و تشدد ہو رہا ہے سب سے پہلے ہم ان کی خلاصی کرا کر اس شور کو ختم کر کے امن و سلامتی کے پروگرام کو مزید آگے بڑھائیں گے انشاء اللہ ۔

و آخر دعوانا والحمد للہ رب العالمین

ے

منتظر ہے یہ جہاں آئین پیمبرؐ کا آج
ورنہ سب بیکار ہے جمہور ہو یا تاج و تخت

طبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

سر کی پھنسیاں

س: میں حکیموں اور ڈاکٹروں سے جب اپنے مرض کے بارے میں بالکل ناامید ہو گیا تو کسی نے کہا کہ تو تو پاگل ہے۔ اگر حکیم ہی کا علاج کرانا ہے تو اس وقت شیرازی صاحب سے اچھا کوئی حکیم پاکستان میں نہیں ہے۔ میں بہت پُرامید ہو کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ شفاء انشاء اللہ آپ کے ہاتھ ہی میں ہو گی۔

میری عمر ۲۹ سال ہے۔ غیر شادی شدہ ہوں۔ پچھلے دو سال سے میرے سر میں دانے (پھنسیاں) نکل رہے ہیں۔ ان دانوں میں پیپ پڑی ہوتی ہے اور ان میں کافی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ دانے صرف سر ہی میں نکلتے ہیں اور خارش نہیں ہوتی۔ ان دانوں کی وجہ سے میرے بال بھی بہت گر رہے ہیں۔ جواب کے لئے ٹکٹ بھیج رہا ہوں۔

نجیب اللہ خان شفٹ کیمسٹ یونائیٹڈ شوگر مل لمیٹڈ، صادق آباد

ج: جس صاحب نے بھی اس ناچیز کے بارے میں اس حسن ظن کا اظہار فرما کر آپ کو خوش فہمی میں مبتلا کیا ہے اُن کا شکریہ! لیکن فی الحقیقت میں طب کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں اور بس ــ! پاکستان میں بڑے لائق و فائق طبیب موجود ہیں۔ بہر صورت آپ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ انشاء اللہ آپ صحت یاب ہو جائیں گے۔

سب سے پہلے سر کو استرے سے منڈوا دیں۔ تاکہ سر کی جلد تک دوائی آسانی سے پہنچ سکے۔ مہندی کے تازہ پتّے لے کر انہیں سائے میں خشک کر لیں۔ اگر تازہ پتّے نہ ملیں تو خشک پتّے کسی پنساری کی دکان سے حاصل کر لیں۔ ان پتوں کو باریک پیس لیں۔ ایک چھٹانک رتن جوت بھی پنساری کی دکان سے خرید لیں۔ آدھ سیر خالص سرسوں کے تیل میں رتن جوت باریک پیس کر ملا دیں اور کسی لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر دھیمی آگ پر رکھ دیں۔ حتیٰ کہ رتن جوت جل جائے۔ اب اس تیل کو کسی بوتل میں محفوظ رکھ لیں۔

اب حسب ضرورت مہندی کو پیالی میں گوندھ لیں اور اس مہندی میں رتن جوت والا تیل بقدر ۱ تولہ ملا لیں۔ ہر روز سر کو نیم کے پتّوں کے پانی سے دھو کر سر پر مہندی لگایا کریں۔ تین چار گھنٹے بعد سر دھو لیا کریں اور تولیے سے خشک کر کے رتن جوت والا تیل سر پر مل لیا کریں۔ انشاء اللہ اس تکلیف سے نجات مل جائے گی زیادہ گرم اشیاء، نیز مرچ مسالہ وغیرہ سے پرہیز رکھیں تو بہتر ہے۔

آپ کے لفافے میں سے ٹکٹ برآمد نہیں ہوتے۔ اس لئے جواب براہ راست نہیں دیا جائے گا۔

جہنّم کے آزاد شعلوں کے بدلے
غلامی کی جنّت کو قربان کر دے



دُنیا کے بُت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

ابوطیب انصاری

خانۂ کعبہ کی تعمیر

پیارے بچو! دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بیشمار نبی اور پیغمبر دنیا میں بھیجے ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے جلیل القدر بلند مرتبے والے پیغمبر گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور کفر و شرک کے خلاف جہاد کی راہ میں انہوں نے ان گنت قربانیاں دیں اور بڑی بڑی آزمائشوں گذرے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کے بار با امتحان لئے اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔ عزیز بچو! آپ نے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ پڑھا ہوگا کہ کس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر اپنے جان سے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا تھا اور باپ بیٹا دونوں نہایت خوشدلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی اس نیکی کو اتنا قبول کیا کہ بچہ بھی بچا لیا اور آخرت تک ان کے اس فعل کو ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دے دیا تاکہ نیک لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے۔ اب اس عظیم قربانیوں کا اجر اور برکات ملنا شروع ہو گئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ شروع میں وہ اپنے نیک بندوں کے امتحان لیتے ہیں اور ان کو آزمائش اور تکالیف میں مبتلا فرماتے ہیں۔ جب وہ نیک اور محبوب بندے ان امتحانات میں سے کامیابی کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ گذر جاتے ہیں تو پھر ان کیلئے انعامات اور احسانات کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی تکلیف دہ اور امتحانات سے بھرے ہوتے ہیں۔ مگر آخر میں اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے بہت سے حصہ پر فتح اور غلبہ عطا فرما دیا۔ اس لئے یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ نیک اور اچھے لوگ ہمیشہ تکلیف میں رہتے ہیں اور پھر اس دنیا کے بعد قیامت کے دن تک تو صرف اور صرف نیک لوگوں کو ہی جنت ملے گی حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کو مکہ کی اس سرزمین پر چھوڑ آئے جو کہ غیر آباد تھی۔ زمین آباد ہونا شروع ہو گئی اور چند قافلوں نے وہاں پانی دیکھ کر مستقل قیام کرنا شروع کر دیا کیونکہ عرب کے علاقہ میں پانی بہت کم ہوتا تھا۔ لوگ پانی کی تلاش میں پھرتے رہتے تھے۔ جہاں چشمہ وغیرہ پا لیتے وہیں آبادی اختیار کر لیتے حضرت ابراہیم علیہ السلام خود فلسطین میں پہلی بیوی حضرت سارہؓ کے پاس تشریف لے آئے بحکم خداوندی۔ لیکن اکثر آپ مکہ مکرمہ کا چکر لگا کر اپنے بیٹے اور بیوی سے ملاقات کر لیا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں میرے گھر بیت اللہ کی تعمیر کرو اور تمہاری قربانیوں کی وجہ سے یہ اعزاز تم کو اور تمہارے فرزند کو عطا کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ذکر کیا تو دونوں نے اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا چونکہ شروع کے نشانات مٹ چکے تھے اور کوئی علامت نظر نہ آتی تھی تو فرشتوں نے ان کو وہ جگہ بتائی وہاں دونوں حضرات نے کھدائی شروع کی اور زمین کے نیچے سے جب نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو پھر اس کے اوپر کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھ کر تعمیر شروع کر دی۔ اس تعمیر کو یہ شرف اور فضیلت اور بڑائی حاصل ہے کہ بنانے والے ابراہیم خلیل اللہ اور گارا

دینے والے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ہیں جب اس گھر کی دیواریں اوپر اٹھتی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ پاتا تو وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہیں اوپر ہو جاتا اور آپ پھر تعمیر شروع کر دیتے وہ پتھر وہ یادگار ہے جو آج تک محفوظ ہے اور اس کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اور وہاں ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ دو رکعت نماز طواف کے بعد ادا کرے، جب تعمیر حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو جبرئیل امین نے حضرت ابراہیم کی رہنمائی کی اور سامنے ایک پہاڑی میں جنت کا پتھر حجر اسود محفوظ تھا۔ وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگا کر اس کو اس مقام پر فٹ کر دیا۔ جب بیت اللہ مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ یہ تمام لوگوں کا قبلہ اور لوگوں کے لئے جھکنے کی جگہ ہے۔ نماز میں اس طرف رُخ ہوگا اور یہ توحید الٰہی کا مرکز ہوگا۔ تمام مسلمان اس طرف آئیں گے۔ اس پر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے دعا کی اے اللہ یہاں رہنے والوں کو نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کو ادا کرنے کی ہدایت دے۔ ان کے لئے پھلوں میووں اور دیگر کھانے کی چیزوں میں فراخی عطا فرما اور تمام دنیا کے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ فرما کہ وہ اس طرف آئیں، وہ دور دراز سے آئیں اور مناسب حج ادا کریں اور ہدایت کے مرکز میں جمع ہو کر اپنے دامن کو سعادت اور نیکی سے بھریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور بیت اللہ کو امن اور سکون کا مقام بنایا۔

لوگوں کے لئے ہدایت کا مرکز قرار پایا۔ نبی الزماں کا مقام پیدائش بنایا۔ شرک اور فضولیات سے اس کو پاک و صاف بنایا۔ آج اس کی برکت ہے کہ لاکھوں افراد ہر سال حج کرتے ہیں اور ہدایت سے اپنا دامن بھر کر اور گناہوں سے پاک ہو کر نکلتے ہیں آج یہاں ہر موسم میں ہر طرح کے پھل اور میوہ جات ملتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کے بارہ لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی جس کا توراۃ میں ذکر ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایکسو چھبیس سال کی عمر میں انتقال ہوا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ بچو آپ نے دیکھا کہ نیکی کا کتنا اچھا بدلہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کا مرتبہ بھی عطا فرمایا اور قرآن مجید میں بھی آپ کا ذکر فرمایا کہ یاد کیجئے آپ حضرت اسمٰعیل کے قصہ کو۔ بیشک وہ وعدہ پورا کرنے والے اور سچے رسول اور نبی تھے۔ بچو اس قصہ سے سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور ان کے مطابق عمل کریں تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں کامیابی عطا فرمائیں گے۔

بسم اللہ کی برکات

جب بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نازل ہوئی ــــ بادل مشرق کی طرف بھاگ گئے ــــ ہوائیں رُک گئیں ــــ سمندر میں جوش آیا ــــ چارپایوں نے کان لگائے ــــ اور آسمان سے شیطانوں کو سنگسار کیا گیا اور اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام نے اپنی عزّت کی قسم کھائی ــــ کہ جس پر اُس کا نام لیا جائے گا اس میں برکت ہوگی ــــ اور جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے گا جنّت میں جائے گا۔

عثمان ذی النّورین رضؓ

حافظ نور محمد انورؔ

سلام اے فخر و محبوبِ پیمبرؐ شانِ رحمانی
سلام اے مہرِ احمدؐ آشنائے رمزِ سبحانی

نبیؐ نے جب کہ اپنا ہاتھ تیرا ہاتھ فرمایا
تیری عظمت کی سب نے دیکھ لی اس دم درخشانی

کیا بیرِ معونہ وقف تُو نے ساری ملّت پر
یہ تھی اسلام کی خاطر عظیم الشّان قربانی

خطابِ خاص ذوالنّورین کا بخشا گیا تجھ کو
ملیں جب تجھ کو دو لختِ دلِ محبوبِ ربانی

سخاوت بھی ہوئی مشہور تیری ساری دُنیا میں
بفضلِ حق ہوئی جب تیری دولت میں فراوانی

ہوئی جب فوجِ اعداء حملہ آور تیرے مسکن پر
دکھائی اس گھڑی حسنینؓ نے شانِ نگہبانی

پیا جامِ شہادت تُو نے کِس انداز سے آقا!
شہادت دے رہی ہیں آج تک آیاتِ قرآنی

ثنائے حضرتِ عثمانؓ کر لے آج اے انورؔ!
کہ محشر میں تیرے کام آئے گی یہ منقبت خوانی